نماز وتر

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

وتر کا معنی طاق ہے، وتر اللہ وحدہ لاشریک کو محبوب ہے، بہت سے اعمال میں بھی طاق کو پسند کیا گیا ہے، جیسے پانچ نمازیں، وضو کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھونا، طواف کعبہ کے سات چکر، صفا و مروہ کی سعی میں سات چکر، جمرات کو سات کنکریاں مارنا، تین ایام تشریق اور استنجا میں کم از کم تین پتھروں کا استعمال وغیرہ۔ شریعت نے ''وتر'' کے نام سے مستقل ''نماز'' مشروع قرار دی ہے۔ وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو تک مسنون ہیں۔ نبی کریم ﷺ سفر وحضر میں وتر کا اہتمام فرماتے، اس سے وتر کی اہمیت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وتر کے احکام و مسائل ملاحظہ ہوں:

وتر سنت ہے :

① عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ، وَلٰكِنَّهٗ سُنَّةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ.

''وتر فرض نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ آپ اسے چھوڑیئے گا نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 107/1، سنن الدارمي : 1620، واللفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند ''صحیح'' قرار دی ہے۔

(اتّحاف الخيرة المهرة : 1732)

② عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وتر کی

بابت سوال کیا، تو فرمایا:

أَمْرٌ حَسَنٌ، عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَّعْدِهٖ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ .

''وتر اچھا عمل ہے، اسے نبی اکرم ﷺ نے ادا کیا، مسلمانوں نے بھی ادا کیا ہے، تاہم واجب نہیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :300/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1068) نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (300/1) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

③ عبداللہ بن صنابحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ : كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوئَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ، وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ .

''ابومحمد نے کہا کہ وتر واجب ہے۔ اس پر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابومحمد کو غلطی لگی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اچھی

طرح وضو کیا، انہیں بروقت ادا کیا، رکوع وسجود اطمینان سے کیے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمائے گا اور ایسا نہ کرنے والے کے لئے کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے۔''

(مسند الإمام أحمد : 317/5، سنن أبي داوٗد : 425، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ جَيِّدٌ .

''سند حسن اور جید ہے۔''

(جامع المسانید والسنن : 559/4، ح : 5763)

④ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات تراویح اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے۔ اُمید تھی کہ آپ ﷺ تشریف لائیں گے، لیکن صبح تک آپ ﷺ نہ آئے۔ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم مسجد میں اس لیے جمع ہوئے تھے کہ آپ تشریف لائیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ فرمایا:

إِنِّي خَشِيتُ أَوْ كَرِهْتُ أَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ .

''مجھے خدشہ ہوا کہ وتر فرض نہ ہو جائیں۔''

(صحیح ابن خزیمة : 1070، صحیح ابن حبّان : 2409، وسندہٗ حسنٌ)

ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يَدُلُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ وَقِيَامَ اللَّيْلِ غَيْرُ مَكْتُوبٍ فَرْضُهُ عَلَى النَّاسِ .

''یہ حدیث دلالت کناں ہے کہ وتر اور قیام اللیل فرض نہیں۔''

(الأوسط : 168/5)

⑤ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کی طرف سے ایک پراگندہ بال شخص آیا، ہمیں اس کی آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ نہ پائے کہ اس نے کہا کیا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور اسلام کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا: ان کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے؟ فرمایا:

لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ .

''نہیں! البتہ نفل پڑھے جا سکتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 46، صحيح مسلم : 11)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَأَعْلَمَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَا زَادَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْخَمْسِ فَهُوَ تَطَوُّعٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ پانچ سے زائد نماز نفل کے زمرے میں آتی ہے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 136/2)

⑥ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

''سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نفل ادا کر لیتے تھے،

آپ ﷺ سواری پر وتر تو پڑھ لیتے تھے، فرض نہیں۔''

(صحيح البخاري : 1098، صحيح مسلم : 39/700)

ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ .

''اس کے حدیث کے مطابق وتر نفل ہیں، وتر کو فرض وہی کہتا ہے، جس نے سنت کی مخالفت کرنی ہے اور اہل علم سے جدا رستہ اختیار کرنا ہے۔''

(الأوسط : 247/5)

۷ مسلم مولی عبد قیس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

أَرَأَيْتَ الْوِتْرَ أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ : مَا سُنَّةٌ؟ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ، قَالَ : لَا، أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ : مَهْ، أَوَ تَعْقِلُ؟ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ .

''آپ وتر کو سنت سمجھتے ہیں؟ کہا : سنت کا مطلب؟ نبی کریم ﷺ نے پڑھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔ کہنے لگے : میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا، بلکہ یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وتر سنت ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عقل کام کرتی ہے؟ کہہ تو رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 295/2، 236/14، مسند الإمام أحمد : 29/2، وسندهٗ صحيحٌ)

لطیفہ :

عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ، أَوْ سُئِلَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ، عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ : فَرِيْضَةٌ، فَقُلْتُ، أَوْ فَقِيَلَ لَهٗ : فَكَمِ الْفَرْضُ؟ قَالَ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ، فَقِيْلَ لَهٗ : فَمَا تَقُوْلُ فِي الْوِتْرِ؟ قَالَ : فَرِيْضَةٌ، فَقُلْتُ، أَوْ فَقِيْلَ لَهٗ : أَنْتَ لَا تُحْسِنُ الْحِسَابَ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال ہوا، تو کہنے لگے : فرض ہے۔ پوچھا گیا: فرض نمازیں کتنی ہیں؟ جواب دیا: پانچ، وتر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا: فرض۔ تب سائل نے کہا: آپ تو حساب بھی نہیں جانتے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 135/2 ـ 136 ، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ **امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا وتر بھولنے والا کیا کرے؟ فرمایا:**

لَا يَضُرُّهٗ، كَأَنَّمَا هُوَ فَرِيضَةٌ .

''کوئی بات نہیں، آپ تو اسے فرض سمجھے بیٹھے ہیں؟''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 295/2 ، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدة :

ابوالفضل صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَسَأَلْتُهٗ عَنِ الرَّجُلِ يَتْرُكُ الْوِتْرَ مُتَعَمِّدًا مَا عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ قَالَ أَبِي : هٰذَا رَجُلٌ سُوءٌ هُوَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ .

''میں نے عرض کیا، جان بوجھ کر وتر جو نہیں پڑھتا، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابا جان کہنے لگے: برا آدمی ہے، وتر تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی سنت ہے۔''

(مسائل الأمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح، نص ١٥٩)

وجوبِ وتر کے قائلین کے دلائل کا جائزہ :

① سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ؛ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا .

''تین بار فرمایا، وتر حق ہے، جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہمارے طریق پر نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 357/5، سنن أبي داوٗد : 1419، المستدرك على الصّحيحين للحاكم :305/1)

تاریخ بغداد (175/5) میں اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ کے الفاظ ہیں۔

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے، عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب عتکی (حسن الحدیث) کی عبد اللہ بن بریدہ سے بیان کردہ روایات منکر ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَنْكَرَ حَدِيْثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ وَّأَبِي الْمُنِيبِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ .

''حسین بن واقد اور ابو منیب کی روایت عبد اللہ بن بریدہ سے حد درجہ منکر ہوتی ہے۔'' (العلل ومعرفة الرجال : 497)

یہ بھی انہی منکر روایات سے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ .

''اس نے بہت سی منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔''

(التاریخ الکبیر : 388/5)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الکامل في ضعفاء الرجال : 537/5)

حاصل یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب کی جس روایت کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ''ضعیف'' ہوگی۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ روایت صحیح نہیں۔''

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية : 765)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وجوب وتر ثابت نہیں ہوتا، حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَعْنَاهُ عِنْدَ عَامَّتِهِمُ التَّحْرِيضُ عَلَيْهِ، وَالتَّرْغِيبُ فِيهِ، وَقَوْلُهٗ : فَلَيْسَ مِنَّا مَعْنَاهُ : مَنْ لَمْ يُوتِرْ رَغْبَةً عَنِ السُّنَّةِ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلَمْ يُرِدْ بِهٖ أَنَّهٗ وَاجِبٌ .

''اکثر محدثین کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دلانے اور وتر پر ابھارنے کے لئے کہا گیا، ہمارے طریقے پر نہیں، سے مراد ہے کہ جو وتر سے بے رغبتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ وجوب مراد نہیں۔''

(شرح السنّة : 103/4)

② سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوِتْرُ حَقٌّ وَّاجِبٌ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، فَلْيُوتِرْ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُّوتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

''وتر حق اور ثابت ہے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔''

(سنن الدّارقطني : 22/2)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے، امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور امام زہری رحمہ اللہ دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

دوسرے یہ کہ وجوب وتر کے قائلین کو یہ روایت چنداں مفید نہیں، اس میں ایک وتر کا بھی ذکر ہے، جس کے وہ قائل نہیں۔ نیز ''واجب'' ثابت کے معنی میں ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ .

''وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

(مسند البزّار : 1637، نصب الراية للزيلعي الحنفي : 113/2)

تبصرہ :

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① جابر بن یزید جعفی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

قَالَ صَاحِبُ التَّنْقِيحِ : ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''صاحب تنقیح (1 /187) کے مطابق جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(نصب الراية :87/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔''(طبقات المدلّسين : 53)

نیز لکھتے ہیں:

ضَعِيفٌ رَافِضِيٌّ . ''ضعیف اور رافضی ہے۔''(تقريب التهذيب : 878)

② ابراہیم نخعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعمال میں ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے، جو آپ کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1418، سنن الترمذي : 455، سنن ابن ماجه : 1168)

تبصرہ :

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عبداللہ بن ابومرہ زوفی کا سیدنا خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِإِسْنَادِهٖ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِّنْ بَعْضٍ .

''سند کے راویوں کا ایک دوسرے سے سماع نہیں۔''

(التاريخ الكبير : 203/3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ مُّنْقَطِعٌ، وَمَتْنٌ بَّاطِلٌ .

''سند منقطع اور متن جھوٹا ہے۔''(الثقات : 45/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ .

''یہ روایت صحیح نہیں۔''(ميزان الاعتدال في نقد الرجال : 501/2)

⑥ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَأَهْلُ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ، فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ : مَا لِي أَرٰى أَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : وَوَاجِبٌ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ : نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : زَادَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً وَّهِيَ الْوِتْرُ، وَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام آئے، تو انہیں معلوم ہوا کہ شامی وتر نہیں پڑھتے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اہل شام وتر نہیں پڑھتے ؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے : کیا واجب ہے؟ کہا : جی ہاں! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے رب نے مجھ پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے، وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 242/5)

تبصرہ :

سند سخت ''ضعیف'' ہے:

① عبیداللہ بن زحر جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام دارقطنی، امام ابو حاتم رازی، امام عجلی، امام ابن حبان، امام ابن عدی رحمہ اللہ اور جمہور نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

امام بخاری، امام ابو زرعہ رازی اور امام نسائی رحمہ اللہ کی تعدیل جمہور کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

② عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی بھی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا،

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا .

''اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔'' (تنقیح التحقیق :213/1)

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ، وَلَوْ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ .

''میں وتر چھوڑنا پسند نہیں کرتا، اگرچہ مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 296/2)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے۔

① سفیان ثوری کی ''تدلیس'' ہے۔

٢ مخبر مجہول ہے۔

٣ وجوب وتر پر دلالت نہیں کرتا۔

⑧ امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ وَاجِبٌ، وَلَم يُكْتَبْ .

''وتر واجب ہے، مگر فرض نہیں۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة : 296/2)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے، سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑨ امام طاؤس رحمہ اللہ سے منقول ہے:

أَلْوِتْرُ وَاجِبٌ، يُعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نُسِيَ .

''وتر واجب ہے، بھول جائے، تو اعادہ کیا جائے گا۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 8/3)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے، امام عبدالرزاق اور ابن جریج کی تدلیس ہے۔

⑩ طاؤس رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُوجِبُ الْوِتْرَ، وَيَقُولُ : مَنْ فَاتَهُ الْوِتْرُ حَتّٰى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ حِينَ يَذْكُرُ .

''آپ رحمہ اللہ وتر کو واجب قرار دیتے تھے اور فرماتے: اگر وتر رہ جائے اور صبح ہو جائے، تو جب یاد آئے ادا کر لیں۔''

(مصنّف عبد الرزاق : 8/3، ح : 4585)

تبصرہ :

سند ضعیف ہے۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

وتر کا وجوب اور اجماعِ امت :

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ غَيْرِ النُّعْمَانِ، فَإِنَّهُ خَالَفَهُمْ، وَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ، وَهٰذَا الْقَوْلُ مَعَ مُخَالَفَتِهٖ لِلْأَخْبَارِ الثَّابِتَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ مَا عَلَيْهِ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَالِمِهِمْ وَجَاهِلِهِمْ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَهٗ إِلٰى مَا قَالَ، وَخَالَفَهٗ أَصْحَابُهٗ، فَقَالُوا كَقَوْلِ سَائِرِ النَّاسِ .

''اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، صرف نعمان بن ثابت نے ان کی مخالفت کی ہے اور وتر کو واجب کہا ہے۔ نعمان کی یہ بات احادیث صحیحہ کے خلاف تو ہے ہی، تمام مسلمان علما حتی کہ جہلا کے بھی مخالف ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے وتر کو واجب نہیں کہا، اس معاملے میں ان کے شاگردوں نے بھی ان کی مخالفت کی ہے اور عام اہل علم کی موافقت۔''

(الأوسط : 92/8، ح : 2544)

نماز وتر کا وقت :

وتر کا وقت عشا سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے۔ رات کے آخری حصے میں ادائیگی افضل ہے۔ اگر خدشہ ہو کہ آخری پہر میں آنکھ نہیں کھلے گی، تو عشا کے ساتھ ہی پڑھے جا سکتے ہیں:

① سیدنا ابو بصرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَجَعَلَ وَقْتَهَا فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، وَهِيَ الْوِتْرُ.

''اللہ نے آپ کو فرض سے زائد ایک نماز عطا فرمائی ہے، اس پر پابندی کریں۔ اس کا وقت عشا سے فجر تک مقرر کیا ہے، وہ نماز وتر ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 7/6، المعجم الكبير للطّبراني: 279/2، ح: 2168، وسندهٗ صحيحٌ، ولهٗ طرقٌ كثيرةٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰى بِاللَّيْلِ، فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهٖ وِتْرًا، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذٰلِكَ، فَإِذَا كَانَ الْفَجْرُ، فَقَدْ ذَهَبَتْ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ».

''رات کو نماز پڑھنے والا وتر آخر میں پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے، فجر طلوع ہو جائے، تو وتر سمیت رات کی ہر نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر فجر سے پہلے پڑھیں۔''

(سنن الترمذي: 469، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1091) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (302/1) نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ثابت ہوا کہ وتر کا آخری وقت طلوعِ فجر تک ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

”وتر کو رات کی آخری نماز بنائیں۔“

(صحيح البخاري : 998، صحيح مسلم : 749)

معلوم ہوا کہ وتر عشا سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں اور رات کے آخری حصے میں ادا کرنا افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اکثر اور اغلب عمل یہی ہے۔

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا .

”وتر صبح سے پہلے ادا کریں۔“(صحيح مسلم : 754)

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ .

”وتر صبح سے پہلے پڑھ لیا کریں۔“(صحيح مسلم : 750)

⑥ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهٗ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُومَ آخِرَهٗ، فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ .

”جسے ڈر ہو کہ رات کے آخری حصے میں جاگ نہیں سکے گا، وہ وتر اول حصے میں پڑھ لے اور جو رات کے آخری حصے میں قیام پر حریص ہو، وہ آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ نیم شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہ افضل نماز ہے۔“(صحيح مسلم : 755)

⑦ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَذَاكَرَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ الْوِتْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَمَّا أَنَا، فَأُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِذَا اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ، وَقَالَ عُمَرُ : أَمَّا أَنَا؛ فَأُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ : «أَخَذْتَ بِالْحَذَرِ»، وَقَالَ لِعُمَرَ : أَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ.

''سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے وتر کا تذکرہ کیا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے : میں شروع رات میں وتر پڑھ لیتا ہوں، آنکھ کھلتی ہے، تو فجر پڑھتا ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے : میں وتر اخیر رات میں پڑھتا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا : آپ محتاط ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ عزیمت پر عمل پیرا ہیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 1434، الأوسط لابن المنذر : 2617، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1084) نے صحیح کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (301/1) ''صحیح علی شرط مسلم'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

⑧ مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کیا تھا؟ فرمایا:

مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطِهٖ، وَآخِرِهٖ، فَانْتَهٰى وِتْرُهٗ إِلَى السَّحَرِ.

''رات کے ہر حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ادا کئے ہیں، شروع میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر سحری تک پہنچ چکا تھا۔''

(صحيح البخاري : 996، صحيح مسلم : 745)

⑨ یہی روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الأوسط لابن المنذر : 6210، وسندۂ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1080) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

⑩ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتُمْ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَثًا، فَظُنُّوا بِرَسُولِ اللّٰهِ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَتْقَاهُ، قَالَ : وَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ثَوَّبَ الْمُثَوِّبُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ : أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ صَلَاةِ الْوِتْرِ؟ هٰذَا حِينُ وِتْرٍ حَسَنٌ .

''جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نیا حکم سنو، تو یقین رکھو کہ اس کے اتباع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فائق ہیں، اس کا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں اور اس معاملے میں اللہ کا خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ ہے۔ مؤذن نے صبح کی اذان کہی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، پوچھا : وتر کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہ وتر کا افضل وقت ہے۔''

(مسند علي بن الجعد : 121، وسندۂ حسنٌ)

⑪ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُّوتِرُ عِنْدَ الْإِقَامَةِ .

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اقامت کے وقت وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 286/2، وسندۂ صحيحٌ)

مطلب یہ کہ جب وتر رات کو فوت ہو جاتے، تو فجر سے پہلے ادا کر لیتے۔

⑫ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عامر شعبی رحمہ اللہ سے کہا : وتر

کاپسندیدہ وقت کون سا ہے؟ فرمایا:

إِذَا نَعَبَ الْمُؤَذِّنُونَ .

''جب مؤذن اذان کہنے لگیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 287/2، وسندهٗ صحيحٌ)

وتر اذان سے تھوڑا پہلے ہی پڑھ لیں، جونہی وتر ختم ہو، اذان شروع ہو جائے۔

طلوع فجر سے پہلے نماز وتر ادا نہ کر سکے تو؟

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَّامَ عَنْ وِّتْرِهٖ أَوْ نَسِيَهٗ، فَلْيُصَلِّهٖ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهٗ .

''وتر کے وقت آنکھ نہ کھلے یا وتر پڑھنا بھول جائیں، تو صبح یا جس وقت یاد آئے وتر ادا کر لیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 1431، سنن الدّار قطني : 21/2، ح : 1621، المستدرك للحاكم : 302/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 480/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (302/1) نے ''بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 1905)

② سیدنا اغر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، فَقَالَ : «إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ»، قَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، قَالَ : «فَأَوْتِرْ» .

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہوگئی، لیکن میں وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: وتر تو رات کو ادا ہوتا ہے۔ دوبارہ عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہوگئی، لیکن وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: ابھی پڑھ لیں۔''

(المعجم الكبير للطبراني :302/1، ح :891، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُونَ، وَإِنْ كَانَ فِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ لَّا يَضُرُّ.

''امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم کبیر میں یہ روایت نقل کی ہے اور اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے، اگرچہ بعض پر کچھ کلام بھی ہے، جو نقصان دہ نہیں۔''

(مجمع الزوائد : 246/2)

③ وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، صبح تک وتر ادا نہ کر پائے تو؟ فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّي؟ كَأَنَّهٗ يَقُولُ : يُوتِرُ .

''کیا خیال ہے کہ اگر آپ سورج طلوع ہونے تک سوئے رہیں اور فجر ادا نہ کر سکیں، کیا پھر نماز نہیں پڑھیں گے؟ مطلب یہ تھا کہ طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: آدمی سو جاتا ہے اور صبح کے وقت اٹھتا ہے، صبح کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھتا

ہے، فرمایا:

لَا أَعْلَمُ بِهٖ بَأْسًا ''میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ **امام شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابو سلیمان رحمہ اللہ سے پوچھا، ایک شخص سورج طلوع ہونے تک وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا:**

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُّوتِرَ . ''**بہتر ہے کہ وتر پڑھ لے۔**''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ **عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

أَوْتَرَ أَبِي، وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ .

''**والد گرامی نے طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھا۔**''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں!

قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ افطاری ہماری ہاں کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے، تو ایک آدمی کو آگے کر کے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھایئے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''**ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔**''

(سنن أبي داوٗد : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن الترمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجهٗ أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 481/2)

اول رات وتر ادا کر کے سونے والا آنکھ کھلنے پر نوافل ادا کر سکتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

پهلي صورت:

پہلی یہ کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت بنا دے، پھر نوافل پڑھنا شروع کر دے، آخر میں وتر پڑھ لے:

① حطان بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

الْوِتْرُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنْ صَلّٰى، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ، ثُمَّ إِنَّ صَلّٰى، صَلّٰى رَكْعَةً شَفْعًا لِّوِتْرِهٖ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُوتِرْ، حَتّٰى يَكُونَ آخِرَ صَلَاتِهٖ.

''وتر تین طرح کا ہے؛ اول رات میں پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنا چاہتا ہے، تو صبح تک دو دو رکعت ادا کرتا رہے۔ یا وتر کے بعد ایک رکعت پڑھ کر اسے جفت بنا لے، پھر دو دو رکعتیں پڑھے اور چاہے، تو وتر نماز کے آخر میں پڑھ لے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 340/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 37/3، وسندهٗ

صحیحٌ)

② **نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ، وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ، فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَآى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ .

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مکہ میں تھا، آسمان اَبر آلود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے طلوع صبح کے اندیشے سے ایک وتر پڑھا، مطلع صاف ہو گیا، تو دیکھا کہ رات ابھی باقی ہے۔ انہوں نے ایک رکعت پڑھ کر نماز کو جفت بنا لیا۔ بعد میں دو دو رکعت تہجد پڑھی، صبح کا اندیشہ ہوا، تو ایک وتر پڑھا۔''

(الموطأ للإمام مالك :125/1، وسندهٗ صحيحٌ)

③ **ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

إِنَّ أُسَامَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَنْقُضَانِ الْوِتْرِ .

''سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وتر جفت بنا دیتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 87/5، وسندهٗ صحيحٌ)

④ **ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا:**

إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْتَ تُصَلِّي؛ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ، وَاشْفَعْ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ أَوْتِرْ .

''جب آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیں، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوں،

تو جتنا جی چاہے نماز پڑھ لیں، ایک رکعت پڑھ کر وتر کو جفت کر لیں، پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھ لیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِذَا قَامَ شَفَعَ .

''آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیتے، بیدار ہوتے، تو اسے جفت کر لیتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَمَّا أَنَا؛ فَإِذَا أَرَدْتُّ أَنْ أَقُومَ مِنَ اللَّيْلِ أَوتَرْتُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ نِمْتُ، فَإِذَا قُمْتُ، وَصَلْتُ إِلَيْهَا أُخْرٰى .

''قیام اللیل کا ارادہ ہو، تو میں ایک وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں، جب اٹھتا ہوں تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا دیتا ہوں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 197/5، وسندهٗ صحيحٌ)

دوسري صورت :

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت نہ کرے، نوافل ادا کرے۔ پہلے پڑھے گئے وتر کافی جانے، دوبارہ نہ پڑھے۔

① ابو جمرہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

إِذَا أَوْتَرْتَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَلَا تُوتِرْ آخِرَهٗ، وَإِذَا أَوْتَرْتَ آخِرَهٗ، فَلَا تُوتِرْ أَوَّلَهٗ .

''جب آپ اول رات میں وتر پڑھ لیں، تو آخر رات نہ پڑھیں، آخر رات پڑھنا چاہیں، تو اول رات میں نہ پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 343/1، وسندهٗ حسنٌ)

② عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ، فَإِذَا قُمْتُ، صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَتَرَكْتُ وِتْرِي الْأَوَّلَ كَمَا هُوَ.

''میں وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر جب قیام کرتا ہوں، تو دو دو رکعت ادا کرتا ہوں اور پہلے وتر کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

③ مکحول شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا أَوْتَرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، صَلّٰى شَفْعًا شَفْعًا.

''وتر پڑھ لے، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو، تو دو دو رکعت کر کے پڑھتا رہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 284/2، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیه :

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

''رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔''

(صحيح البخاري : 998، صحيح مسلم : 751)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم استحباب پر محمول ہے، کیونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد

دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ (صحیح مسلم : 738)

سلف کے آثار سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

سفر میں وتر :

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نوافل ادا کر لیتے تھے، اس کا منہ جدھر بھی ہوتا، اس پر وتر بھی پڑھ لیتے تھے، فرض سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1098، صحيح مسلم : 39/700)

② ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، سفر میں وتر کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَوْتَرَ فِي السَّفَرِ . ''آپ رضی اللہ عنہ نے سفر میں وتر پڑھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2، وسندهٗ حسنٌ)

ایک رکعت وتر :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت وتر ثابت ہے:

❀ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ الشَّافِعِيُّ عَنِ الْوِتْرِ : أَيَجُوزُ أَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ بِوَاحِدَةٍ لَيْسَ قَبْلَهَا شَيْءٌ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَالَّذِي أَخْتَارُ أَنْ أُصَلِّيَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَقُلْتُ لِلشَّافِعِيِّ : فَمَا الْحُجَّةُ فِي أَنَّ الْوِتْرَ يَجُوزُ بِوَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ : الْحُجَّةُ فِيهِ السُّنَّةُ وَالْآثَارُ .

''امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں پوچھا کہ آدمی ایک وتر ایسے پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو، تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! جائز ہے، لیکن مجھے یہ پسند ہیکہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں۔ میں نے پوچھا: ایک وتر کی دلیل؟ فرمایا: سنت رسول اور آثار سلف۔''

(السّنن الصغرٰی للبیهقي : 593، وسندهٗ حسنٌ)

ایک رکعت وتر پر احادیث وآثار ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، اللہ کے رسول! قیام اللیل کیا ہے؟ فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً، تُوتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى .

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک وتر پڑھ لیں، وہ رکعت ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔''

(صحیح البخاري : 990، صحیح مسلم : 749)

③ صحیح مسلم (158/749) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

”رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لیں۔“

④ صحیح مسلم (752، 753) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

”رات کے آخری پہر ایک رکعت وتر ہے۔“

⑤ صحیح مسلم (159/749) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ، فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ.

”رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب آپ دیکھیں کہ صبح ہونے کو ہے، تو ایک وتر پڑھ لیں۔“

ایک وتر ساری نماز کو طاق بنا دے گا، مراد یہ ہے کہ وتر حقیقت میں آخری رکعت ہے، باقی نماز اسی کی وجہ سے وتر (طاق) ہو جاتی ہے۔

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں ایک وتر ادا فرماتے۔ فارغ ہو جاتے، تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، مؤذن آتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی سی دو سنتیں ادا فرماتے۔“

(صحيح البخاري: 994، صحيح مسلم: 736، واللفظ لهٗ)

⑦ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، قَالَ : «مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ، فَبِوَاحِدَةٍ، تُوتِرُ لَكَ قَبْلَهَا» .

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیام اللیل کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: قیام اللیل دو دو رکعت ہیں، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک رکعت پڑھ لیں، وہ پہلی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔''

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم الأصبهاني : 196/8، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ بِرَكْعَةٍ .

''رات کی نماز دو دو رکعتیں اور وتر ایک رکعت ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب البغدادي : 257/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

''وتر حق ہے۔ سات پڑھیں، پانچ پڑھیں، تین پڑھیں یا ایک پڑھیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 1422، سنن النسائي : 1711، سنن ابن ماجه : 1190، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2410) اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 296/4) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

روایت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی ثابت ہے، موقوف مرفوع کی تقویت کا باعث ہوتی ہے۔

⑩ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وتر پڑھا۔''

(سنن الدّار قطني : 33/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وتر پڑھا۔''

(صحيح ابن حبّان : 2424، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے، غلام نے آ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

⑬ صحیح البخاری (3765) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهٗ فَقِيهٌ . ''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

⑭ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ،

فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

تنبیہ:

شرح معانی الآثار للطحاوی (1/ 289) میں ہے:

مِنْ أَيْنَ تُرٰى أَخَذَهَا الْحِمَارُ .

''اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا''.

تبصرہ:

① یہ شاذ (ضعیف) ہے، کیوں کہ صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطا خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے ثقات و اوثق کی مخالفت کی ہے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

④ ایک وتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کی جماعت سے ثابت ہے۔

نیز دیگر صحابہ کرام کا عمل دیکھئے:

⑮ ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا: اگر میں سفر میں ہوں، تو کیا کروں؟ فرمایا:

رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ . ''رات کے آخری پہر ایک وتر پڑھ لیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑯ عبدالرحمٰن تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات مجھ سے پہلے قیام اللیل کوئی نہیں کرے گا، لیکن میں بیدار ہوا، تو اپنے پیچھے ایک شخصکی آہٹ محسوس کی، وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں ایک طرف ہٹ گیا، آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، قرآن شروع کیا اور ختم کر دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ میں نے سوچا: شاید بھول گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے، تو عرض کیا: امیر المومنین! آپ نے ایک وتر ادا کیا ہے؟ فرمایا: یہی میرا وتر ہے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 294/1، سنن الدّار قطني : 34/2، ح : 1656، 1658، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه ابن أبي شيبة : 502/2، وسندهٗ حسنٌ، وقال الحافظ ابن حجر في المطالب العالية [582] : إسناده حسنٌ)

⑰ ابوتمیمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا صَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ، يُقْرِءُ نَا، فَأَتٰى عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَأَلَهٗ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِي عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ : ثَلَاثٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَّاحِدَةٍ، وَّخَمْسٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ خَمْسٍ .

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد ہمیں پڑھا رہے تھے کہسیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، میرے پہلو میں بیٹھے ایک شخصنے ان سے پوچھا: وتر کی تعداد؟ فرمایا: ایک کی نسبت تین، تین کی نسبت پانچ اور پانچ کی نسبت سات مجھے زیادہ پسند ہیں۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر : 183/5، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية لابن حجر : 639، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتّحاف المهرة الخيرة : ١٧٤٦)

⑱ عبداللہ بن مسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں عشا پڑھائی، پھر مسجد کے کونے میں ایک رکعت ادا کی۔ میں ان کے پیچھے گیا اور عرض کیا: ابو اسحاق! یہ کیسی رکعت ہے؟ فرمایا:

وِتْرٌ، أَنَامُ عَلَيْهِ . ''یہ وتر ہے، جو پڑھ کر سوتا ہوں۔''

عمرو بن مرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مصعب بن سعد رحمہ اللہ کو یہ بات بتائی، تو انہوں نے کہا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :295/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑲ سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرے پر فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ پھیرا تھا، بیان کرتے ہیں کہ بدری صحابی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عشا کے بعد ایک وتر پڑھتے تھے، اس سے زیادہ نہیں، رات کے وسط میں قیام کرتے۔

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي : 314/2، ح : 1390، صحيح البخاري : 6356، وسندهٗ صحيحٌ)

⑳ نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ .

''آپ رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 179/5، وسندهٗ صحيحٌ)

㉑ ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور

مدینہ کے درمیان دو رکعت نماز عشا ادا کی، پھر کھڑے ہو کر ایک وتر پڑھا۔

(الأوسط لابن المنذر : 179/5، وسندہٗ صحیحٌ)

(22) جریر بن حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَطَاءً، أُوتِرُ بِرَكْعَةٍ؟ فَقَالَ : نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ .

''میں نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا : ایک رکعت وتر پڑھ لیا کروں؟ جواب دیا: جی ہاں! اگر چاہیں تو۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 292/2، وسندہٗ صحیحٌ)

(۲۳) ابن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آدمی سو گیا اور صبح ہو گئی، تو کیا صبح ہونے کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ لے؟ کہا:

لَا أَعْلَمُ بِهٖ بَأْسًا . ''کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2)

(٢٤) امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ آلُ سَعْدٍ، وَآلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةِ الْوَتْرِ، وَيُوتِرُونَ بِرَكْعَةٍ .

''خاندان سعد بن ابی وقاص اور خاندان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وتر کی ہر رکعت میں سلام پھیرتے، وہ ایک ہی رکعت ادا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبی شيبة :292/2، وسندہٗ صحیحٌ)

ایک، تین، پانچ اور سات وتر احناف کی نظر میں :

ہم نے دلائل سے ثابت کیا کہ ایک، تین، پانچ اور سات وتر جائز ہیں، اب علمائے احناف کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

① مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ أَوْتَرُوْا بِوَاحِدَةٍ دُوْنَ تَقَدُّمِ نَفْلٍ قَبْلَهَا .

''صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے بغیر ایک وتر ادا کیا۔''

(التعليق الممجّد :119/1)

② علامہ سندھی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

هٰذَا صَرِيْحٌ فِي جَوَازِ الْوِتْرِ بِوَاحِدَةٍ .

''یہ حدیث ایک وتر کے جواز پر صریح دلیل ہے۔''

(حاشية السندي على النسائي : 30/2)

③ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

نَعَمْ، ثَابِتٌ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِلَا رَيْبٍ .

''ہاں! بلا شک وشبہ بعض صحابہ سے ایک وتر ثابت ہے۔''

(العرف الشذي : 12/2)

④ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے، ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے، دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم: 182)

تنبیہ نمبر ① :

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قطعاً ثابت نہیں کہ انہوں نے ایک وتر کو ناجائز کہا ہو۔

تنبیہ نمبر ۲ :

جس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے، اس سے ایک یا پانچ یا سات رکعت وتر کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

⑤ جناب خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں:

''وتر کی رکعت احادیثِ صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقر اور مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ و احمد رحمہ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانہ؟'' (براہین قاطعہ، ص 7)

اس کتاب پر جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔

سہارنپوری صاحب کے بقول ایک وتر پر طعن کرنے والوں کو اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیے۔

⑥ بعض لوگوں نے سہارنپوری صاحب کی مذکورہ کتاب پر اعتراض کیے تو حاجی امداد اللہ مکی صاحب نے لکھا:

''ایسے ہی ایک وتر کی بحث میں جو آپ نے لکھا ہے کہ صاحب 'براہین' کا اعتراض امام صاحب و صاحبین تک پہنچتا ہے، یہ تو محض تعصب یا سفاہت ہے، کیونکہ ایک وتر پڑھنے والے بعض صحابہ و ائمہ بھی ہیں، حضرت امام و صاحبین نے کب ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کیا ہے اور وہ کب طعن کر سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار و ائمہ خیار ہیں، صاحب 'انوار ساطعہ' نے چونکہ بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کو مطعون کیا تھا، حالانکہ ان میں

صحابہ وائمہ ہیں، اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روکا ہے۔''

(یہ تحریر براہین قاطعہ کے آخر میں ملحق ہے، ص280)

⑦ اس کے حاشیہ نگار لکھتے ہیں:

''پس معترض کا یہ کہنا کہ 'براہین' کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب و صاحبین کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانہ، نہایت حمق و شقاوت ہے، کیونکہ ان حضرات نے ایک وتر پڑھنے والوں صحابہ وائمہ کو کبھی طعن نہیں کیا اور نہ کلماتِ تحقیر ان حضرات کی شان میں لکھے۔ مؤلف ''انوارِ ساطعہ'' نے بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کی نسبت کلماتِ ناشائستہ لکھے، اس لیے اس کو گستاخی سے روکا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث وتحقیر سلف میں ایمان کا ٹھکانہ نہیں۔ اگر مؤلف ''انوارِ ساطعہ'' کہے کہ میری مراد حضرت صحابہ وائمہ قائلین وتر واحد پر اعتراض کرنا نہیں تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، کیونکہ اس کتاب میں بالتعمیم ایک وتر پڑھنے والوں پر اعتراض کیا ہے، حکم شرعی ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہوں یا خلف، جس امر میں وہ متبع حدیثِ نبوی ہیں، اس فعل پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی تحقیر زیبا۔ اعتراض جس پر ہے، کسی احادیث یا اتباع ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ چاہیئے کہ فرقِ باطلہ و اہل ہویٰ جن عقائد و اعمال میں اہل حق کے موافق ہیں، ان عقائد و اعمال میں بھی اعتراض کیا جائے، پھر ایک وتر کے قائلین بھی صحابہ و اہل سنت ہیں تو اس فعل پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟'' (ایضاً، ص280)

⑧ سہارنپوری صاحب کی تائید اور مؤلف ''انوار ساطعہ'' کے ردّ میں محمود الحسن دیوبندی صاحب نے لکھا:

''(عبدالسمیع رامپوری مؤلف انوار ساطعہ نے) وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے، خیر اور تو وہی پرانا رونا ہے، جو مؤلف مذکور (عبدالسمیع) کے سلف کر چکے ہیں، مگر وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر جس کے بارے میں احادیثِ صحاح موجود ہیں اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ کا وہ مذہب ہے، مذکور درازی کرنا مؤلف مذکور کا ہی حصہ ہے۔ یہ جدا قصہ ہے کہ علمائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہ ہو، مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہیں کر سکتا۔''

(الجهد المقل في تنزيه المعز والمذل، ص : 17)

⑨ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''بعض لوگوں کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور بعض کے نزدیک تین ہے اور بعض کے نزدیک پانچ ہیں اور ان سب میں تاویل مذکور جاری ہوسکتی ہے، مگر میرے نزدیک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تینوں طرح ثابت ہے۔''(تقریر ترمذی:136)

⑩ مولانا اشرف علی تھانوی اپنے استاذ شیخ محمد تھانوی سے نقل کرتے ہیں:

''(اہل حدیث نے) وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی ہے، حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں، پانچ بھی آئیں ہیں، سات بھی آئی ہیں۔''(قصص الاکابر از تھانوی:122)

شیخ محمد تھانوی صاحب کے نزدیک ایک وتر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ اہل حدیث صرف ایک رکعت والی حدیث پسند کی، ان کی یہ بات حقائق

کے خلاف ہے۔ اہل حدیث تین، پانچ اور سات والی احادیث کو بھی نہ صرف پسند کرتے ہیں، ان کے قائل و فاعل بھی ہیں۔ والحمدللہ!

⑪ جناب احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں:

''یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) کے قول اِنَّ کُلًّا کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔''

(مقالات کاظمی، حصہ سوم: 488)

⑫ جناب احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے، تو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔'' (جاء الحق، حصہ دوم: 263)

تین رکعت نماز وتر:

① ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہمیں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رمضان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا .

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھئے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر

پڑھتے۔ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔''

(صحيح البخاري: 1147، صحيح مسلم: 125/738)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ، وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿**إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ**﴾ (آل عمران: 190)، فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ، وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

''میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کر کے سورۂ آل عمران کی آیت (190) سے آخر تک تلاوت کی، پھر آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجدہ لمبا کیا، پھر سلام پھیرا اور سو گئے، خراٹے لینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا اور چھ رکعت پڑھیں۔ ہر مرتبہ مسواک کرتے، وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وتر پڑھے۔''

(صحيح البخاري: 6316، صحيح مسلم: 191/763، واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

الْوِتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ ثَلَاثًا بَتْرًا.

''وتر سات اور پانچ ہیں۔ مجھے تین ناقص وتر ناپسند ہیں۔''

(المعرفة والتاريخ للإمام يعقوب الفسوي: 150/3، وسندهٗ صحيحٌ)

پانچ رکعات وتر:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ، فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ، فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيطَهٗ، أَوْ قَالَ: خَطِيطَهٗ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

''میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لائے، چار رکعت ادا کیں اور سو گئے۔ نیند سے بیدار ہو کر قیام کیا، تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں جانب کر دیا، پھر پانچ رکعات پڑھیں، بعد میں دو رکعتیں پڑھیں اور سو گئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے لئے تشریف لے گئے۔''

(صحيح البخاري: 697، صحيح مسلم: 763)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ

عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا.

''نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے، جن میں پانچ وتر ہوتے۔ صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔''

(صحیح مسلم: 123/737)

③ عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقُدُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ، تَسَوَّكَ، ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، يَجْلِسُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يُوتِرُ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ، وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ.

''رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے، تو مسواک کرتے، پھر آٹھ رکعات ادا کرتے، ہر دو رکعتوں میں تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔ پھر پانچ وتر پڑھتے، جن میں صرف پانچویں رکعت میں تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر: 176/5، ح: 2634، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن خزيمة: 1077)

④ ابو مرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ وتر کیسے پڑھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے، میں نے تین بار پوچھا، آپ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَاءَ، صَلَّيْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَنَامُ، فَإِنْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِنْ أَصْبَحْتُ،

أَصْبَحْتُ عَلٰى وِتْرٍ .

''نمازِ عشا کے بعد میں پانچ رکعات پڑھتا ہوں، رات جاگ جاؤں، تو دو دو رکعات پڑھتا رہتا ہوں اور صبح وتر پر کرتا ہوں۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 36/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِمِقْسَمٍ : أُوتِرُ بِثَلَاثٍ، ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ، مَخَافَةَ أَنْ تَفُوتَنِي، قَالَ : لَا وَتْرَ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ .

''میں نے مقسم رحمہ اللہ سے پوچھا : میں تین وتر پڑھتا ہوں، پھر جلدی سے نماز کے لئے نکل جاتا ہوں تا کہ رہ نہ جائے۔ فرمایا : وتر تو پانچ یا سات ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 335/6، وسندهٗ صحيحٌ)

سات اور نو رکعات وتر :

① سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا : مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتروں کے بارے میں بتائیں، فرمایا:

كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُورَهٗ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ، لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُّسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي

رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَّا بُنَيَّ، وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً، أَحَبَّ أَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ، أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.

''ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں، آپ ﷺ اللہ کی مشیت سے بیدار ہوتے، مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشہد بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے، دعا کرتے، سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے، دعا مانگتے، ہمیں سنا کر سلام پھیرتے۔ سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ بیٹا! یہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ نبی ﷺ جب بوڑھے ہو گئے اور جسم بھاری ہو گیا تو سات وتر پڑھنے لگے۔ دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔ یہ نو رکعتیں ہیں بیٹا! اللہ کے نبی جب کوئی نماز پڑھتے، تو اس پر دوام کرتے تھے۔ کبھی نیند یا بیماری قیام اللیل سے مانع ہو جاتی، تو دن کو بارہ رکعت پڑھتے۔ نہیں یاد کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا پوری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے

علاوہ پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔''(صحیح مسلم : 746)

② سنن ابی داوٗد(1342) کی روایت ہے:

فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَّمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ، وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ.

''بڑھاپے میں نبی کریم ﷺ کا جسم جب بھاری ہو گیا، تو سات وتر پڑھنے لگے، چھٹی اور ساتویں رکعت میں بیٹھتے اور سلام صرف ساتویں رکعت کے بعد پھیرتے تھے۔''

③ سنن نسائی(1719، وسندہٗ صحیحٌ) کے الفاظ ہیں:

لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ، صَلّٰى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَّا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

''بڑھاپے میں نبی کریم ﷺ کا جسم جب بھاری ہو گیا، تو سات وتر پڑھنے لگے، تشہد صرف آخر میں بیٹھتے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الرِّوَايَةُ الْأُوْلٰى تَدُلُّ عَلٰى إِثْبَاتِ الْقُعُودِ فِي السَّادِسَةِ، وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ تَدُلُّ عَلٰى نَفْيِهٖ، وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بِحَمْلِ النَّفْيِ لِلْقُعُودِ فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقُعُودِ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ التَّسْلِيمُ.

''پہلی روایت میں چھٹی رکعت کے بعد بیٹھنے کا اثبات ہے، جب کہ دوسری میں نفی۔ تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ دوسری روایت میں بیٹھنے کی نفی کو سلام کے لیے بیٹھنے کی نفی پر محمول کیا جائے گا۔''

(نيل الأوطار : 2/218)

شارح ترمذی، علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (م:1353ھ) لکھتے ہیں:

اَلظَّاهِرُ عِنْدِي أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَدْ يَقْعُدُ فِي السَّادِسَةِ فِي الْإِيتَارِ بِالسَّبْعِ، وَقَدْ لَا يَقْعُدُ فِيهَا، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

''میں سمجھتا ہوں کہ سات وتر پڑھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چھٹی رکعت کے بعد بیٹھتے اور کبھی نہیں بیٹھتے تھے، واللہ اعلم!''

(تحفة الأحوذي : 1/338)

وتر کی قراءت :

① **سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ، فَقَرَأَ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ : سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا، يَمُدُّ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ.

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر سے فارغ ہوئے، تو تین دفعہ «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» پڑھا، تیسری دفعہ آواز بلند کی۔''

(مسند الإمام أحمد : 3/406، سنن النّسائي : 1734، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 1/392، وسندهٗ صحيحٌ)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے، پہلی میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص، فلق اور ناس پڑھتے تھے۔''

(سنن الدار قطني : 35/2، ح : 1660، المستدرك للحاكم : 305/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 285/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان احادیث سے بعض لوگوں نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر دلیل پکڑی ہے، جبکہ ان میں صراحت اور وضاحت نہیں۔

③ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ أَبَا مُوسٰى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلّٰى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا، فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِّنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ : مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَيْهِ، وَأَنَا أَقْرَأُ بِمَا قَرَأَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان عشا کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر کھڑے ہو کر ایک وتر ادا کیا، اس میں سورۃ النساء کی سو آیات پڑھ دیں۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ جیسی قراءت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔''

(سنن النسائي : 1729، وسندہٗ صحیحٌ)

④ زاذان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے تھے، ہر رکعت میں مفصل کے آخر میں تین سورتیں پڑھتے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة : 288/2، وسندہٗ حسنٌ)

⑤ امام نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي وِتْرِهٖ مِنْ آخِرِ حِزْبِهٖ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر میں مقرر کردہ منزل کا آخری حصہ تلاوت کرتے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة : 299/2، وسندہٗ حسنٌ)

⑥ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ فِي الْوِتْرِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ .

''وتر میں سورت فلق اور سورت ناس پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/299۔ 300، وسندہٗ صحیحٌ)

⑦ نیز فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ بِسُورَتَيْنِ، وَفِي الْآخِرَةِ ﴿آمَنَ الرَّسُولُ﴾ (البقرة : 286,285/2)، وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ .

''وتر کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورت پڑھیں اور آخری رکعت میں سورت

بقرہ کی آخری دو آیات اور سورت اخلاص پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 300/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا ثابت ہے۔

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 294/1، سنن الدار قطني : 34/2، ح : 1658، وسندهٗ حسنٌ)

وتروں کي دعا :

① سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وتر کی یہ دُعا سکھائی:

اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .

''یا اللہ! مجھے ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاوں میں برکت فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہوسکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب! تو بہت بلند اور با برکت ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1425، سنن الترمذي : 464، سنن النسائي : 1746، سنن ابن

ماجه : 1778، صحيحٌ، مسند الإمام أحمد : 199/1، وسندهٗ صحيحٌ، سنن الدارمي : 1663، وسندهٗ صحيحٌ، الدعاء للطبراني : 748، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن جارود(272)، امام ابن خزیمہ(1095۔1096)، امام ابن حبان(945) اور حافظ ابن ملقن (البدر المنير : 630/3) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصة الأحكام:1/455) اور حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخريج أحاديث الإحياء، ص 183) نے اس کی سند کو''صحیح'' کہا ہے۔

سنن نسائی (1747) میں دُعا کے اختتام پر

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ .

کے الفاظ بھی ہیں۔

انہیں عبداللہ بن علی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کر رہے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا رِوَايَتُهٗ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَلَمْ يَثْبُتْ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ثابت نہیں۔''

(تهذيب التّهذيب : 284/5)

یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

لہٰذا حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المہذّب : ٣/٤٩١) کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔ البتہ یہ الفاظ پڑھنے میں حرج نہیں، صحیح ابن خزیمہ (1100، وسندهٗ صحيحٌ) میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قیام رمضان میں قنوت نازلہ پڑھتے، تو اس میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے۔

② نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سکھلایا کہ وتر میں یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيمَنَ عَافَيْتَ، وتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ.

''یا اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاوں میں برکت فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب! تو بہت بلند اور بابرکت ہے۔''

(المعجم الكبير للطبراني: 73/3، ح: 2700، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے:

رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إِلَيْكَ مُخْبِتًا، أَوْ مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي،

وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي .

''یا اللہ! میری مدد کر، میرے مخالف کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے دشمن کی نصرت نہ فرما، میرے لئے مکر کرنا، میرے خلاف مکر نہ کرنا، مجھے ہدایت عطا کر اور اتباع ہدایت میں آسانی، مجھ سے زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما، یااللہ! مجھے اپنا شکرگزار بنا، ذکر کرنے والا اور تجھ سے ڈرنے والا بنا، متواضع، تیرے سامنے کراہنے اور دعائیں کرنے والا، توبہ کرنے والا اور تیری طرف رجوع کرنے والا بنا، میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو دے، میری دعا مقبول فرما اور میری دلیل ثابت کر، میرے دل کو راہ راست پہ لا، میری زبان کو درست طریق سے بولنا سکھا اور میرے دل سے بغض و کینہ دور کر دے۔''

ابوالحسن طنافسی رحمہ اللہ نے وکیع بن جراح رحمہ اللہ سے پوچھا: قنوت وتر میں یہ دعا پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جی ہاں!

(سنن أبي داوٗد : 1510، السنن الکبرٰی للنسائي : 10368، سنن الترمذي : 3551، سنن ابن ماجه : 3830، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (948) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (520/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

③ عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قنوت وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَمِلْءَ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ،

وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ : لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْت، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

''تیرے لئے حمد ہے، سات آسمانوں کے برابر، سات زمینوں کے برابر اور ان کے درمیان والے خلا کے برابر، اے بزرگی اور ثنا کے اہل! ہم سبھی تیرے بندے ہیں اور تو اپنے بندوں کی طرف سے کی گئی تعریف کا سب سے زیادہ حق دار، جسے تو دے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا اور جس سے چھین لے اسے کوئی دے نہیں سکتا، کسی بزرگ کی بزرگی تیرے مقابلے میں سودمند نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 300/2، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ :

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دُعا پڑھی:

اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُوْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَّكْفُرُكَ .

''اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ

کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے، تیری اتباع کرتے اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں جو کافروں کو ملنے والا ہے۔ یااللہ! تجھ سے مدد اور بخشش کے طالب ہیں، تیری ثنا بیان کرتے ہیں، تجھ پہ ایمان لاتے ہیں، کفرنہیں کرتے، تیرے اطاعت گزار ہیں اور تیرے منکر سے قطع تعلق کرتے ہیں۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 201/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ **اور حافظ ابن ملقن** رحمہ اللہ (البدر المنير:4/471) نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے (شرح معاني الآثار:1/249) میں بسند ''صحیح'' نقل کیا ہے۔

قنوتِ وتر رکوع سے پہلے یا بعد؟

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهٖ : سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلی، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ وتروں کے بعد تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے، تیسری بار آواز لمبی کرتے۔''

(سنن النسائي : 1700، سنن ابن ماجه : 1182، وسندهٗ صحيحٌ)

سنن دارقطنی (1644) میں سفیان ثوری کی فطر بن خلیفہ نے متابعت کی ہے، فطر ثقہ ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی التوحید (2/ 191، وسندہ حسن) اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی سنن کبریٰ (3/ 38۔39) میں یہ الفاظ بھی ہیں: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَلَّمَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُولَ إِذَا فَرَغْتُ مِنْ قِرَاءَ تِي فِي الْوِتْر......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلایا کہ قراءت وتر سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھوں۔"

بالکل اسی سند کے ساتھ مستدرک حاکم (3/173) میں یہ الفاظ ہیں:

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وِتْرِي إِذَا رَفَعْتُ رَأْسِي، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُودُ ......

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور صرف سجدے باقی رہ جائیں تو یہ دعا پڑھوں۔۔۔"

معلوم ہوا کہ قنوتِ وتر رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہے۔

اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔"

(المعجم الكبير للطبراني: 238/9، ح: 9165، وسندهٗ صحيحٌ)

② اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ .

''سعید بن جبیر رحمہ اللہ قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بعض سلف رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وتروں میں رکوع کے بعد قنوت وتر اور قنوت نازلہ پڑھی۔

(صحيح ابن خزيمة : 1100، وسندهٗ صحيحٌ)

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دعا کرنا دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، لہٰذا اس مسئلے میں سختی درست نہیں، اجتہاد کا معاملہ اجتہاد تک رہے، باعث نزاع نہیں بنانا چاہیے۔

فائدہ :

① علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَّأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ .

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

تبصرہ :

سند ''ضعیف'' ہے۔

ابراہیم نخعی ''مدلس'' ہیں۔

② اسود بن یزید رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/301-302)

تبصرہ :

سند ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

③ اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ فِى آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ :قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ .

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص پڑھتے، پھر رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھتے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 9/2327، ح : 9425)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے، لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیئ الحفظ'' ہے۔

④ سائب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/302)

تبصرہ :

شریک بن عبداللہ ''مدلس'' ہے۔

⑤ ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوِتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

تبصره :

سند ''ضعیف'' ہے۔ عطاء بن سائب ''مختلط'' ہے اور ہشیم بن بشیر نے اس سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

وتروں میں ہاتھ اُٹھانا :

قنوت میں ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں چیرتے آگے آئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں:

فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهٗ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ .

''تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ منصب پر اللہ کی حمد بیان کی۔''

(صحيح البخاري : 684، صحيح مسلم :421)

معلوم ہوا کہ کسی بھی نماز میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا مشروع اور جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے قنوتِ نازلہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے، قنوت تو قنوت ہی ہے، وتروں میں ہو یا نازلہ میں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ.

''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی فجر پڑھتے، ہاتھ اٹھا کر قبیلہ رعل وذکوان پر بددعا کرتے۔''

(مسند الإمام أحمد: 137/3، وسندہٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ابو عوانہ رحمہ اللہ (7443) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

ایک رائے یہ بھی ہے:

''صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں، کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے، اس لیے احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: 192/4، مسائل قنوت نازلہ، طبع دارالاشاعت)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي قُنُوْتِهٖ فِي الْوِتْرِ.

''قنوتِ وتر کرنے والا اس میں ہاتھ اُٹھائے۔''

(مسائل أحمد برواية عبد اللّٰه، ص 90، مسئلة: 319)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راهويه برواية الكوسج: 649/2)

سلف صالحین میں کوئی ثقہ امام قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں۔

دُعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا :

رہا مسئلہ قنوت کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنے کا، تو یہ بھی جائز ہے۔

❁ ابونعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ.

''میں نے دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دُعا کے بعد ہتھیلیاں چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔''

(الأدب المفرد للبخاري : 609، وسندهٗ حسنٌ)

محمد بن فلیح اور اس کا باپ فلیح بن سلیمان دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ''موثق حسن الحدیث'' ہیں۔

❁ قَالَ الْفِرْيَابِيُّ : حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا كَعْبٍ، صَاحِبُ الْحَرِيرِ، يَدْعُوْ رَافِعًا يَّدَيْهِ، فَإِذَا فَرَغَ؛ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ، فَقُلْتُ لَهٗ : مَنْ رَّأَيْتَ يَفْعَلُ هٰذَا؟ قَالَ : الْحَسَنَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ .

''معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوکعب عبد ربہ بن عبید رحمہ اللہ کو دیکھا، ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے اور بعد میں ہاتھ چہرے پہ پھیر لیتے، عرض کیا: کسی کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: حسن بصری رحمہ اللہ کو۔''

(فضّ الوِعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء للسّيوطي : 59، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

معلوم ہوا کہ دُعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا درست ہے۔ خیر القرون میں ایسا کوئی نہیں، جو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے اور بعد میں ہاتھ چہرے پر نہ پھیرے۔

وتروں میں تکبیر اور رفع الیدین :

اصول یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین ہے، رکوع سے پہلے قنوت میں اگر تکبیر کہیں، تو رفع الیدین بھی کریں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قنوت نازلہ سے پہلے اور بعض دوسرے سلف قنوت وتر سے پہلے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

① طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ .

''میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے تکبیر کہی اور قنوت کرنے لگے۔ بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :250/1، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ الْحَكَمَ، وَحَمَّادًا، وَأَبَا إِسْحَاقَ، يَقُولُونَ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ : إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَنَتَ .

''میں نے حکم، حماد اور ابو اسحاق رحمہم اللہ کو سنا، قنوت وتر کے بارے کہتے تھے کہ جب آپ قراءت سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہیں، پھر رفع الیدین کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 306/2، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ ①

وتر کی جماعت میں امام بلند آواز سے دعا کر رہا ہو، تو مقتدی آمین بھی کہہ سکتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رعل اور ذکوان کے خلاف ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی نماز میں قنوت کرتے تو:

وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ.

''صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے آمین کہتے۔''

(مسند الإمام أحمد :302,301/1، سنن أبي داوٗد : 1443، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (198)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (618) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (زاد المعاد : 271/1) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 225) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ أَوْ صَحِيحٍ .

''اسے امام ابو داوٗد رحمہ اللہ نے حسن یا صحیح سند سے روایت کیا ہے۔''

(خلاصة الأحكام :461/1، المجموع شرح المهذّب : 502/3)

حافظ منذری رحمہ اللہ (البدر المنیر لابن الملقن : 628/3) حافظ حازمی رحمہ اللہ (الاعتبار، ص 85) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الأفکار : 130/2) نے ''حسن'' کہا ہے۔

فائدہ ②

غیر رمضان میں کبھی کبھار وتروں کی جماعت جائز ہے۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَمْ أُوتِرْ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ، فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''جس رات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے کہ میرے وتر رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے پیچھے صف بنا لی، انہوں نے ہمیں تین رکعتیں پڑھائیں اور سلام آخری رکعت میں پھیرا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :293/1، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ، وَ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''سند درجۂ صحت کی انتہا پر ہے، راوی صحیح بخاری کے ہیں۔''

(نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار : 105/5)

تنبیہ :

① **اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ .

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص کی قرأت کرتے، پھر رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔''

(جزء رفع اليدين للبخاري : 96)

سند ضعیف ہے، لیث بن ابی سلیم ''ضعیف'' اور ''سیئ الحفظ'' ہے، مدلس بھی ہے۔

② ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ : فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، وَفِي الْعِيدَيْنِ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَبِجُمْعٍ وَعَرَفَاتٍ، وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ .

''سات موقعوں پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے، نماز کے شروع میں، قنوت وتر کی تکبیر میں اور عیدین میں، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت، صفا و مروہ پر، مزدلفہ وعرفات میں اور دو جمروں کے پاس۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :178/1)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے، قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔ اس کے راوی کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

اِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ .

''قرأت سے فارغ ہوئے، تو تکبیر کہی اور قنوت پڑھی۔''

(الإستيعاب لابن عبدالبر : 471/4، مصنّف إبن أبي شيبة : 302/2، مختصراً)

تبصرہ :

موضوع ہے۔

ابان بن ابی عیاش ''کذاب ومتروک'' ہے۔ نیز براہیم نخعی کی تدلیس ہے۔

④ اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُكَبِّرُ حِينَ يَفْرُغُ مِنَ الْقِرَائَةِ، ثُمَّ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوتِ كَبَّرَ وَرَكَعَ .

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت سے فارغ ہوتے، تو تکبیر کہتے، قنوت سے فارغ ہوتے، تو تکبیر کہتے اور رکوع کرتے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 243/9، ح : 9192)

تبصره:

سند ''ضعیف'' ہے، لیث بن ابی سلیم ''ضعیف اور سیئ الحفظ'' ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے قنوت وتر مراد لینا بلا دلیل ہے۔

⑤ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ وَاجِبٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ أَيْضًا .

''قنوت وتر رمضان و غیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے، قنوت وتر کا ارادہ کریں، تو تکبیر کہیں اور رکوع کا ارادہ کریں، تو بھی تکبیر کہیں۔''

(كتاب الحجج الشيباني :200/1، كتاب الآثار للشيباني : 212)

تبصره:

موضوع ہے، محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

نماز وتر کے بعد کي دعا

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ : سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ .

''رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلی، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ وتروں کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے، اس طرح کہ آخری مرتبہ آواز لمبی کرتے۔''

(سنن النسائي : 1700، سنن ابن ماجة : 1182، وسندهٗ صحيحٌ)

سنن دارقطنی (1644) میں سفیان ثوری کی متابعت فطر بن خلیفہ نے کی ہے اور فطر ثقہ ہیں۔

سنن النسائی (1733، وسندہ صحیح) کی ہیں:

''نبی کریم ﷺ سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسِ کہتے، تیسری بار اونچی آواز سے کہتے۔''

یہ سنت مہجورہ ہے، بہت کم لوگ ہیں جو وتر کے بعد باواز بلند یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اس دعا کے بعد رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ . کہنا بھی ثابت ہے۔

(سنن الدارقطني : 1644، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 40/3، وسندهٗ صحيحٌ)

② سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے :

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ .

''یا اللہ! میں تیری رضا کے وسیلے سے تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے صدقے، تیرے عذاب سے خلاصی چاہتا ہوں، میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثنا کو شمار نہیں کرسکتا، تو ویسا ہی ہے، جیسے تو نے اپنی ثناء کی۔''

(عمل اليوم والليلة للنسائي : 892، وسندهٗ صحيحٌ متّصل، مسند الإمام أحمد : 96/1، 118، سنن أبي داوٗد : 1427، سنن النسائي : 1748، سنن الترمذي : 3566، سنن ابن ماجه : 1179، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (106/1) نے سند کو صحیح اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تین وتر ادا کرنے کا طریقہ :

تین رکعت وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں :

پہلا طریقہ :

مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت ادا کی جائے۔ تحقیق ملاحظہ فرمائیں :

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوَتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَّيُسْمِعُنَاهَا .

''رسولِ اکرم ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں دو کے بعد سلام پھیرتے اور ہمیں سلام سناتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد :76/2، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن حبّان :2433، 2435)

تنبیہ بلیغ :

علامہ انور شاہ کشمیری اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَقَدْ مَكَثْتُ نَحْوَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً أَتَفَكَّرُ فِيْهِ ثُمَّ سَنَحَ لِيْ جَوَابٌ يَّشْفِيي وَ يَكْفِيي .

''میں چودہ سال اس حدیث کا جواب سوچتا رہا، بالآخر مجھے اس کا کافی وشافی جواب مل گیا۔''

(فیض الباري : 375/2، العرف الشذي : 107/1، معارف السنن للبنوري : 264/4، واللّفظ لہٗ، درس ترمذي از تقي عثماني : 224/3)

کاشمیری صاحب کا یہ اقدام تعجب خیز ہے، جس حدیث کو محدثین صحیح اور قابل عمل قرار دیں، اسے تسلیم کرتے ہوئے فوراً عمل پیرا ہو جانا چاہیے، یہ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کی علامت ہے، اگر ہم صحیح احادیث کو اپنی خواہشات کا اسی تختۂ مشق بناتے رہے، تو ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا؟

② نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین رکعت وتر میں دو کے بعد سلام پھیرتے، سلام کے بعد کسی کام کا حکم بھی فرمادیتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 991، الموطّأ للإمام مالك : 125/1، شرح معاني الآثار للطحاوي :1/278۔ 379، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 482/2)

③ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ .

''حسن بصری رحمہ اللہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 292/2، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی اکرم ﷺ سے ایک سلام سے تین وتر ثابت نہیں:

نبی اکرم ﷺ سے ایک سلام سے تین وتر ثابت نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

① بعض لوگوں نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر بخاری و مسلم کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ .

''نمازِ عشا، جسے لوگ 'عتمہ' کہتے ہیں اور نمازِ فجر کے درمیان نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔''

(صحيح مسلم : 736/122)

یہ حدیث نص ہے کہ نبی اکرم ﷺ تین وتر دو سلام سے ہی ادا کرتے تھے، مضارع پر ''کان'' داخل ہو، تو مخالف قرینہ نہ ہونے کی صورت میں اسے استمرار پر محمول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک وتر الگ پڑھنے کو آپ ﷺ کا دائمی عمل بتایا ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ .

''رسولِ اکرم ﷺ تین وتر ادا کرتے تھے۔''

(سنن النسائي : 1699)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ قتادہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، يَرْكَعُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ جَالِسٌ .

''رسولِ اکرم ﷺ عشا کے بعد گھر داخل ہوتے، تو دو رکعتیں ادا کرتے، پھر دو رکعتیں ان سے بھی لمبی پڑھتے اور ایک سلام سے تین وتر ادا کرتے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعت ادا فرماتے، رکوع وسجود بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 6/155۔ 156)

تبصرہ:

سند حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ .

''رسولِ اکرم ﷺ تین وتر پڑھتے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح وتر پڑھتے تھے۔ اہل مدینہ نے وتر کا یہ طریقہ انہی سے لیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم :1/304)

تبصرہ:

سند قتادہ رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلٰى عُلُوِّ قَدْرِهٖ يُدَلِّسُ، وَيَأْخُذُ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ .

''قتادہ رحمہ اللہ بلند قدر ومنزلت کے باوجود تدلیس کرتے اور ہر طرح کے راویوں سے روایات لے لیتے تھے۔''

(المستدرك على الصّحيحين :851)

⑥ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعلىٰ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ : سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثًا .

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے اور سلام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ پڑھتے تھے۔''

(سنن النسائي : 1702)

تبصره:

سند قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

فائده:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ فِيهِنَّ حَتّٰى يَنْصَرِفَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے وقت آخر میں سلام پھیرتے۔''

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي :368/11، ح :4501، مسند الشاشي : 1432)

تبصرہ:

سند حفص بن غیاث کی تدلیس کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

⑦ ثابت البنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ أَنَس : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! خُذْ مِنِّي ، فَإِنِّي أَخَذْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ، وَلَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي ، قَالَ : ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ صَلّٰى سِتَّ رَكْعَاتٍ، يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتِرْ بِثَلَاثٍ، يُسَلِّمُ فِي آخِرِهِنَّ .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ابو محمد! مجھ سے سیکھ لیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے، آپ کو سیکھنے کے لئے مجھ سے معتبر آدمی نہیں ملے گا۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے عشا کی نماز پڑھائی، پھر چھ رکعات نفل ادا کیے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا۔''

(کنز العُمّال : 66/8، تاریخ ابن عساکر : 268/9)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ میمون بن عبداللہ، ابوعبداللہ ''مجہول'' ہے۔

(تقریب التہذیب لابن حجر : 7048)

لہٰذا اس سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

⑧ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَصَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُصَلِّيَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ آخرُ اللَّيْلِ وَأَرَادَ الْوِتْرَ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِي الرَّكْعَةِ الْاُولٰى، وَقَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، ثُمَّ قَعَدَ، ثُمَّ قَامَ، وَلَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُمَا بِالسَّلَامِ، ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، فَدَعَا مِمَّا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ .

''جب تک اللہ نے چاہا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی، رات کا آخری حصہ ہو گیا اور آپ نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ اور دوسری میں سورت کافرون پڑھی، پھر قعدہ کیا، قعدہ کے بعد سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے تیسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھی۔ قرأت سے فارغ ہوئے، تو تکبیر کہی اور قنوت پڑھی، جو اللہ نے چاہا دعا مانگی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے گئے۔''

(الإستيعاب لابن عبد البر : 71/4، مصنف إبن أبي شيبة : 302/2)

تبصرہ:

من گھڑت ہے۔ ابان بن عیاش ''کذاب اور متروک'' ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔

(تقريب التهذيب : 142)

نیز فرماتے ہیں:

ضَعِيْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

''بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 222/9، 239)

ابراہیم نخعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

تنبیه :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ .

''نماز مغرب کے مشابہ تین وتر نہ پڑھیں، پانچ یا سات وتر ادا کر لیں۔''

(سنن الدارقطني : 24/2، ح :1634، المستدرك للحاكم :304/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 31/3، وسندهٗ صحيحٌ)

دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' کہا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2429) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

''نماز مغرب کے مشابہ تین وتر نہ پڑھیں'' کا مطلب یہ ہے کہ تین وتروں میں دو کے بعد سلام پھیر دیں یا دوسری رکعت میں تشہد کیے بغیر تیسری کے لیے کھڑے ہو جائیں، مشابہت ختم ہو جائے گی۔ یوں قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ :

بعض سلف ایک سلام سے تین وتر جائز سمجھتے تھے، چنانچہ:

① سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَمْ أُوتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهُ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین رات کو ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے وتر رہ گئے تھے، آپ وہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، تو ہم نے آپ کے پیچھے صف بنا لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھائے اور آخر میں سلام پھیرا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 393/1، وسندهٗ حسنٌ)

② ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى بِي أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْوِتْرَ أَنَا عَنْ يَّمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا، ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، ظَنَنْتُ أَنَّهٗ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین وتر پڑھائے۔ میں ان کی دائیں جانب تھا اوران کی لونڈی ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف آخر میں سلام پھیرا۔ شاید مجھے سکھانا چاہ رہے تھے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 294/1، وسندهٗ حسنٌ)

③ ثابت بنانی رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور آخر میں سلام پھیرا۔''

(مصنّف إبن أبي شيبة: 294/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ، وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ .

''سیدنا علی ﷛ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ کے شاگرد تین وتر ادا کرتے تو دو کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔''

(مصنّف إبن أبي شيبة : 295/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ **مکحول ﷫ کے بارے میں ہے:**

إِنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْنِ .

''آپ ﷫ تین وتر پڑھتے، سلام صرف آخر میں پھیرتے تھے۔''

(مصنّف إبن أبي شيبة : 294/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ **ابوالزناد ﷫ بیان کرتے ہیں:**

أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا، لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''عمر بن عبدالعزیز ﷫ نے فقہا کے مشورہ سے مدینہ میں تین وتر مقرر کیے، سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :296/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑦ **عطا بن ابی رباح ﷫ کے بارے میں ہے:**

إِنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا يَجْلِسُ فِيهِنَّ، وَلَا يَتَشَهَّدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''آپ تین وتر پڑھتے، تو صرف آخر میں تشہد کرتے۔''

(المستدرك للحاكم :305/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 29/3، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ

حسنٌ)

ایک سلام سے تین وتر کا طریقہ یہ ہے کہ درمیان میں تشہد نہ بیٹھیں، ورنہ مغرب سے مشابہت لازم آئے گی، جو کہ منع ہے۔

تنبیہ①

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَّصَلَاحٍ وَّفَضْلٍ وَّرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا، فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ : أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ فَهٰذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

''ابوالزناد رحمہ اللہ فقہائے سبعہ، سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ، سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اہل صلاح وفضل فقہا کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ بزرگ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے، تو صائب الرائے اور افضل کے قول پر عمل کیا جاتا۔ جو مسائل میں نے ان سے یاد کئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین ہیں، جن میں سلام فقط آخر میں پھیرا جائے گا، فقہائے مدینہ کا اجماع

ہے کہ تین وتروں کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔‘‘

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :297/1)

تبصرہ:

سند ’’ضعیف‘‘ ہے۔ ابوالعوام محمد بن عبداللہ بن عبدالجبار مرادی کے حالات نہیں مل سکے۔

صاحب کشف الاستار لکھتے ہیں:

لَمْ أَرَ مَنْ تَرْجَمَهٗ .

’’میرے مطابق کسی نے اس کے حالات ذکر نہیں کیے۔‘‘

(كشف الأستار، ص 23)

تنبیہ②

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں؛

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی أَنَّ الْوَتْرَ ثَلَاثٌ لَّا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

’’مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین ہیں اور سلام صرف آخر میں ہے۔‘‘

(مصنّف إبن أبي شيبة : 294/2)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندا ہے۔ عمرو بن عبید ’’کذاب‘‘ اور ’’متروک‘‘ ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مَتْرُوكَ الْحَدِيثِ .

’’متروک الحدیث تھا۔‘‘

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 237/6)

امام یونس بن عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں :

يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ .

''حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 246/6)

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حمید رحمہ اللہ نے کہا:

لَا تَأْخُذْ عَنْ هٰذَا شَيْئًا، فَإِنَّهٗ يَكْذِبُ عَلَى الْحَسَنِ .

''اس سے روایت نہ لیں۔ یہ حسن بصری رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 246/6)

دوسری علت یہ ہے کہ حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں۔

صحیح احادیث وآثار کے خلاف اجماع نہیں ہوسکتا۔

حسن بصری رحمہ اللہ وتر میں دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

(مصنّف إبن أبي شيبة : 292/2، وسندهٗ صحيحٌ)

وتروں کے بعد دو رکعت کا ثبوت:

وتر کے بعد دو رکعت کا جواز ہے۔

① سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ .

’’میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اللیل کیا تھا؟ فرمایا: تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ کے بعد وتر ادا کرتے، اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ رکوع کھڑے ہو کر کرتے، پھر اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو سنتیں ادا کرتے۔‘‘

(صحيح مسلم : 738)

اس میں دلیل ہے کہ وتروں کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے۔

② سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وتر کے بارے میں بتائیں، کہا:

ہم آپ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں، اللہ کی مشیت سے آپ بیدار ہوتے، مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشہد بیٹھتے، پھر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے اور دعا کرتے پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے۔

ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ .

’’وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے۔‘‘

(صحيح مسلم : 746، مسند الإمام أحمد : 54,53/6، سنن أبي داوٗد : 1342، 1345، سنن النسائي : 1719، 1725، سنن الترمذي : 445، سنن ابن ماجة : 1191)

③ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، ان میں قرأت کرتے، رکوع کا ارادہ فرماتے، تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔‘‘

(سنن ابن ماجه : 1196 ، وسندهٗ صحيحٌ و أصلهٗ في صحيح مسلم : 746)

④ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهٗ .

"ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سفر مشقت اور بوجھ ہے۔ وتر پڑھنے والے کو چاہیے کہ بعد میں دو نفل ادا کر لے، تہجد کے لئے بیدار ہو جائے، تو درست، ورنہ یہ دو رکعت کافی ہیں۔"

(سنن الدّارمي : 1602 ، سنن الدارقطني : 1665 ، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 341/1 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1606) اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما (2577) نے "صحیح" کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتروں کے دو رکعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا .

"رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔"

(صحيح البخاري : 998 ، صحيح مسلم : 571)

یہ مستحب ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وتر عشا سے پہلے نہ پڑھیں، حدیث ثوبان میں دو رکعت پڑھنے کا حکم بھی استحبابی ہے، لہٰذا وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الصَّلَاةُ فِي كُلِّ وَقْتٍ جَائِزَةٌ إِلَّا وَقْتًا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهِ، وَالْأَوْقَاتُ الَّتِي نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا وَقْتُ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَوَقْتُ الزَّوَالِ، وَوَقْتُ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَالصَّلَاةُ فِي سَائِرِ الْأَوْقَاتِ طَلْقٌ مُبَاحٌ، لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَمْنَعَ فِيهَا إِلَّا بِحُجَّةٍ، وَلَا حُجَّةَ مَعَ مَنْ كَرِهَ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْوِتْرِ، فَدَلَّ فِعْلُهُ هٰذَا عَلٰى أَنَّ قَوْلَهُ : اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا عَلَى الْاِخْتِيَارِ لَا عَلَى الْإِيجَابِ، فَنَحْنُ نَسْتَحِبُّ أَنْ يَجْعَلَ الْمَرْءُ آخِرَ صَلَاتِهٖ وِتْرًا، وَلَا نَكْرَهُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْوِتْرِ، وَقَائِلُ هٰذَا قَائِلٌ بِالْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا .

''ممنوع اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جائز ہے، طلوع آفتاب، زوال اور غروب آفتاب کے وقت آپ ﷺ نے نماز سے منع فرمایا، باقی اوقات میں نماز مطلقاً مباح ہے۔ بلا دلیل ان اوقات میں نماز سے روکنا جائز نہیں، وتروں کے بعد دو رکعت کی ممانعت پر بھی کوئی دلیل نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا وتروں کے بعد نماز ادا کرنا دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان: اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا اختیاری ہے، وجوبی نہیں، ہمارے نزدیک مستحب یہ ہے کہ وتر آخری نماز ہو، اس طرح دونوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف : 202/5)

⑤ عمران بن حدیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ .

''ابومجلز رحمہ اللہ وتر کے بعد صرف دو رکعت پڑھتے تھے۔''

(مصنّف إبن أبي شيبة : 283/2، وسندہٗ صحیحٌ)

سواری پر وتر

سنت رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام :

رسول اللہ ﷺ سے سواری پر وتر ادا کرنا ثابت ہے :

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ، يُوْمِي إِيمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ، إِلَّا الْفَرَائِضَ، وَيُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ .

''سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا، نبی ﷺ اشارے سے اس پر نماز پڑھ لیتے۔ وتر بھی سواری پر ادا فرماتے۔''

(صحيح البخاري :136/1، ح : 1000، صحيح مسلم :244/1، ح : 700)

② سعید بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ : فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : أَيْنَ كُنْتَ؟، فَقُلْتُ : خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ : بَلٰى، وَاللّٰهِ! قَالَ : فَإِنَّ رَسُولَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى البَعِيرِ .

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ صبح صادق طلوع ہونے والی ہے، میں سواری سے اترا اور وتر ادا کر لئے، پھر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جا ملا۔ انہوں نے پوچھا: کہاں رہ گئے تھے؟ عرض کیا: صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہوا، تو میں نے سواری سے اُتر کر وِتر ادا کر لئے، فرمایا: کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسوہ حسنہ نہیں؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وِتر ادا کر لیتے تھے۔''

(صحيح البخاري :1/136، ح : 999، صحيح مسلم :1/244، ح : 36/700)

③ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ .

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر نفل پڑھ لیتے اور وتر بھی اسی پر ادا کرتے اور کہتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1095، صحيح مسلم : 700)

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر ادا کر لیتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 6/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سواري پر وِتر اور سیدنا عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما:

❁ جریر بن حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِنَافِعٍ : أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ؟ قَالَ : وَهَلْ لِلْوِتْرِ فَضِيلَةٌ عَلٰى سَائِرِ التَّطَوُّعِ؟ إِيْ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَيْهَا .

''نافع رحمہ اللہ سے میں نے پوچھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر ادا کرتے تھے؟ کہا: کیا وِتر کو باقی نوافل پر کوئی فضیلت ہے؟۔ اللہ کی قسم! وہ سواری پر وِتر ادا کرتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 6/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وِتر ادا کرتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى للنسائي :456/1، تهذيب الآثار للطبري :542/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام سالم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي فِي اللَّيْلِ، وَيُوتِرُ رَاكِبًا عَلٰى بَعِيرِهٖ، لَا يُبَالِي حَيْثُ وَجَّهَهٗ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو نماز ادا فرماتے، تو سواری پر ہی وتر ادا کر لیا کرتے تھے، اس کا رُخ جس طرف بھی ہوتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 105/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سواري پر نماز وتر کي ادائيگي اور فقهائے اُمت:

امام حسن بصری رحمہ اللہ (م:110ھ) کے بارے میں ہے:

كَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰی بَأْسًا أَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ .

''حسن بصری رحمہ اللہ سواری پر وتر ادا کرنا معیوب نہیں سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 98/2، وسندهٗ حسنٌ)

امام موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

وَقَدْ رَأَيْتُ أَنَا سَالِمًا يَّصْنَعُ ذٰلِكَ .

''میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کو سواری پر وِتر ادا کرتے دیکھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 105/2، وسندهٗ صحيحٌ)

نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ (م : 117ھ) کے بیٹے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَاهُ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ .

''نافع رحمہ اللہ اونٹ پر وِتر ادا کر لیتے تھے۔''

(مصنّف إبن أبي شيبة : 97/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ (م :161ھ) فرماتے ہیں :

أَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُّوتِرَ عَلَى الْأَرْضِ، وَأَيُّ ذٰلِكَ فَعَلَ، أَجْزَأَهٗ .

''مجھے زمین پر وتر پڑھنا زیادہ پسند ہے، لیکن جیسے بھی پڑھ لیے جائیں، جائز ہیں۔''

(تهذيب الآثار للطبري : 545/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ سواری پر وتر جائز سمجھتے تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلٰی هٰذَا، وَرَأَوْا أَنْ يُّوتِرَ الرَّجُلُ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ، وَبِهٖ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

''اس حدیث پر بعض صحابہ اور دیگر اہل علم کا عمل ہے۔ وہ دواری پر جائز سمجھتے ہیں۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 472)

صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

سَأَلْتُ أَبِي : يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلٰى بَعِيرِهٖ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَدْ أَوْتَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى بَعِيرِهٖ .

''والد گرامی سے میں نے پوچھا کہ اونٹ پر وتر ادا کئے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر وتر ادا کئے ہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح : 257/2، الرقم : 859)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (م:238ھ) فرماتے ہیں :

السُّنَّةُ الْوِتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ .

''سفر میں سواری پر وتر ادا کرنا سنت ہے۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه للكوسج : 650/2، الرقم : 297)

امام دارمی رحمہ اللہ (م:255ھ) نے سواری پر وتر والی حدیث بیان کی، تو اُن سے پوچھا گیا:

تَأْخُذُ بِهٖ؟

''آپ کا فتوی اس حدیث کے مطابق ہے؟ فرمایا: جی ہاں!۔''(سنن الدارمي : 991/2)

امام طبری رحمہ اللہ (م:301ھ) فرماتے ہیں :

وَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي الْوِتْرِ رَاكِبًا، قَوْلُ مَنْ أَجَازَهُ، لِمَعَانٍ : أَحَدُهَا صِحَّةُ الْخَبَرِ الْوَارِدِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَهُوَ الْإِمَامُ الْمُقْتَدٰى بِهٖ .

''سواری پر وتر کے مسئلہ میں درست موقف انہیں کا ہے، جو اسے جائز کہتے ہیں، اس کی کئی وجوہات ہیں۔ سواری پر وِتر کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں اور آپ ﷺ ہی کی اقتدا کی جانی چاہیے۔''

(تهذيب الآثار للطّبري : 545/5)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (م:311ھ) حدیث ابن عمر پر تبویب فرماتے ہیں:

بَابُ إِبَاحَةِ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ .

''سواری پر وتر جائز ہیں۔''

(صحيح ابن خزيمة : 249/2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:319ھ) لکھتے ہیں:

ذِكْرُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ، ثَبَتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ .

''سواری پر وتر ادا کرنے کا بیان۔ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 201/5)

علامہ نووی رحمہ اللہ (م:676ھ) نے باب قائم کیا ہے:

بَابُ جَوَازِ الْوِتْرِ جَالِسًا، وَعَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ .

''بیٹھ کر اور سواری پر وتر ادا کرنا جائز ہے۔''

(خلاصة الأحكام في مهمّات السنن وقواعد الإسلام :562/1)

احناف کا موقف:

فقہ حنفی میں ہے:

وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُّوتِرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ .

''سواری پر وتر جائز نہیں۔''

(الفتاوٰی الهنديّة المعروف به فتاوٰی عالمگيري : 111/1، البناية شرح الهداية للعيني الحنفي : 477/2، البحر الرائق لابن نجيم الحنفي : 41/2)

بعض تاویلات کا جواب :

قارئین نے ملاحظہ کیا کہ سواری پر وتر ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت سمجھ کر اس پر عمل پیرا تھے۔ائمہ دین اور فقہائے امت نے اسے سنتِ رسول ہی بتایا ہے۔

بعض تاویلات کا جواب ملاحظہ ہو۔

تاویل نمبر①:

علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (م:1933ء) کہتے ہیں:

أَمَّا ابْنُ عُمَرَ، فَالْجَوَابُ عِنْدِي أَنَّهٗ مِمَّنْ لَّمْ يَكُنْ يُّفَرِّقُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَصَلَاةِ اللَّيْلِ، وَكَانَ يُطْلِقُ الْوِتْرَ عَلَى الْمَجْمُوعِ، فَيُمْكِنُ أَنْ يَّكُونَ مَا ذَكَرَهٗ مِنْ وِّتْرِهٖ عَلَى الدَّابَّةِ، هِيَ صَلَاةَ اللَّيْلِ .

''رہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، تو جواب یہ ہے کہ وہ تو تہجد اور وتر میں فرق ہی نہیں کرتے تھے۔ وہ قیام اللیل کے لئے وتر کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

ممکن ہے انہوں نے سواری پر وتر کا جو ذکر کیا ہے، اس سے تہجد مراد ہو۔‘‘

(فيض الباري : 3/194)

فہم صحابی پر بدگمانی دیکھ کر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس مسئلے میں شاہ صاحب علمی معیار سے بہت نیچے آ گئے ہیں۔ یہ احادیث بول بول کر بتا رہی ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہاں وتر اور تہجد کو نہ خود ایک سمجھا، نہ اپنے شاگرد سعید بن یسار رحمہ اللہ کے سامنے ایک شمار کیا، بلکہ ان کی مراد سراسر اصطلاحی وتر تھی۔ یہ بات ادنی غور وفکر سے سمجھ آ سکتی ہے۔

سعید بن یسار رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے استفسار پر بتایا تھا:

خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ .

’’طلوع فجر کا خدشہ ہوا، تو میں نے سواری سے اُتر کر وتر ادا کر لیے۔‘‘

اتنا تھوڑا وقت ہے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے کا خدشہ ہے، ایسے عالم میں تہجد ادا کی جا سکتی ہے؟

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کیا ہے:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ : كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ : مَثْنٰى مَثْنٰى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

’’دوران خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، کہا: تہجد کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: دو دو رکعت، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک وتر پڑھ لیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 473، صحيح مسلم : 749)

ثابت ہوا کہ صبح صادق طلوع ہونے کے قریب ہو، تو اصطلاحی وتر ہی ادا کیے

جاتے ہیں۔ خود رسولِ اکرم ﷺ نے ایک وتر پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، بھلا وہ کیسے سعید بن یسار کے اصطلاحی وتر کو تہجد سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے تھے؟ فہم کی ایسی غلطی میں تو کوئی ادنیٰ شعور رکھنے والا عام آدمی بھی مبتلا نہیں ہوسکتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم ﷺ کی نماز تہجد اور وتر دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے، گویا آپ نے صراحت فرما دی، کیا اب بھی یہ بہانہ تسلیم کرلیا جائے گا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تہجد اور وتر، دونوں کو وتر کہتے تھے۔

تیسرے یہ کہ ہماری ذکر کردہ تیسری روایت میں نافع رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ وتر سواری پر ادا کرتے تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نافع رحمہ اللہ بھی تہجد کو وتر کہتے تھے؟

چوتھی بات یہ کہ احناف کے متقدمین علما کو اقرار ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سواری پر اصطلاحی وتر ہی ادا کیے تھے۔ آئندہ اعتراض کے ضمن میں امام طحاوی رحمہ اللہ کا یہ اعتراف آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے سواری پر وِتر سے مراد تہجد لینا کشمیری صاحب کی خطا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی مسلمان نے ایسا نہیں کہا۔

پانچویں بات یہ کہ سعید بن یسار تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث سن کر کوئی معارضہ نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ میں نے تو وتر ادا کیا ہے، جبکہ آپ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق تو رسولِ اکرم ﷺ سواری پر وتر نہیں، بلکہ تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ائمہ دین اور فقہائے امت کا فہم اس پر مستزاد ہے۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابن خزیمہ وغیرہم رحمہم اللہ کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سواری پر وتر کو 'بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ' (سواری پر وتر پڑھنے کا

بیان) کی تبویب کر کے اصطلاحی وتر ہی سمجھا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجتہاد اوران کی فقاہت کا اعتراف کرتے ہوئے خود انور شاہ کشمیری صاحب نے لکھا ہے:

فَإِنَّهٗ لَيْسَ بِمُقَلِّدٍ لِّلْأَحْنَافِ وَالشَّافِعِيَّةِ .

''امام بخاری رحمہ اللہ حنفی یا شافعی مقلد نہیں تھے۔''

(العرف الشذي :106/1)

ان احادیث میں وتر سے اصطلاحی وتر ہی مراد ہے، مجتہدین امت کا یہی فیصلہ ہے، ایسا نہیں کہ ہم احناف کی مخالفت میں یہ کہہ رہے ہیں۔ جن محدثین نے احادیث پر فقہی تبویب کی ہے، سب نے اس حدیث سے اصطلاحی وِتر ہی مراد لیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن یسار سے فرمایا تھا:

أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .

''کیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اسوہ حسنہ نہیں؟''

فرق اتنا ہے کہ سعید بن یسار رحمہ اللہ نے تو حدیث کا علم نہ ہونے کی بنا پر ایسا کیا تھا، لیکن بعض بھائی نہ صرف حدیث کو بہ خوبی جانتے بوجھتے ایسا کرتے ہیں، بلکہ ایسی تاویلات پیش کرتے ہیں، جن سے فہم صحابہ فقہائے امت کی فقاہت پر سخت زَد آتی ہے۔ اہل انصاف سے غور وفکر کی دردمندانہ اپیل ہے!

اعتراض نمبر②:

امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَيَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ مَا رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ وِّتْرِهٖ عَلَى الرَّاحِلَةِ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَبْلَ تَأْكِيدِهٖ إِيَّاهُ، ثُمَّ أَكَّدَهٗ مِنْ بَّعْدِ نَسْخِ ذٰلِكَ .

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سواری پر وِتر بیان کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ وِتر کی تاکید سے پہلے کا واقعہ ہو، نسخ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وِتر کی تاکید کر دی ہو۔''

(شرح معاني الآثار : 430/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ يُكْثِرُ مِنِ ادِّعَاءِ النَّسْخِ بِالِاحْتِمَالِ .

''محض احتمال کی بنا پر وہ اکثر نسخ کا دعوی کر جاتے ہیں۔''

(فتح الباري في شرح صحيح البخاري : 487/9)

نماز وتر کو واجب قرار دینا بے حقیقت ہے، دلائل شرعیہ یہی بتاتے ہیں کہ نماز وتر نفل ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ وتر کی تاکید کب ہوئی؟ جب تک ٹھوس قرائن وشواہد سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کون سا معاملہ پہلے کا اور کون سا بعد کا ہے، اس وقت تک نسخ کا دعویٰ ہی درست نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (م:458ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ دَعْوَى النَّسْخِ فِيمَا رُوِّينَا فِي ذٰلِكَ، بِمَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوِتْرِ، مِنْ غَيْرِ تَارِيخٍ، وَلَا سَبَبٍ، يَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ .

''یہ جائز نہیں کہ آپ تاکید وتر والی حدیث دیکھ کر سواری پر وتر والی حدیث کو منسوخ کہہ دیں۔ اس دعوی پر وقت کا علم، تاریخ یا سبب موجود نہیں۔''

(معرفة السنن والآثار : 448/3)

نیز فرماتے ہیں:

وَمَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوِتْرِ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ أَوَّلُ مَا شَرَعَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ، وَإِنَّمَا صَلَّاهَا عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ مَا شَرَعَهَا، وَأَخْبَرَ أُمَّتَهُ بِأَمْرِهِمْ بِهَا، إِنْ ثَبَتَ الْحَدِيثُ عَنْهُ، فَكَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ نَاسِخًا لِّمَا صَنَعَ فِيهَا بَعْدَهُ؟

''وِتر کی تاکید کے بارے میں مروی احادیث اگر صحیح ہیں، تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آغاز کی بات ہے، سواری پر وِتر نبی اکرم ﷺ نے اس کی مشروعیت اور تاکید کے بعد پڑھے ہیں۔ پھر یہ تاکید آپ ﷺ کے بعد والے عمل (سواری پر وِتر) کو کیسے منسوخ کرسکتی ہے؟۔''

(معرفة السنن والآثار : 447/3)

اہل خرد انصاف کریں کہ صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو نبی اکرم ﷺ کا سواری پر وِتر ادا کرنا امت کو بیان کرتے ہیں، وہ خود آپ ﷺ کی وفات کے بعد سواری پر وتر ادا کرتے تھے اور اسے اسوۂ حسنہ قرار دے کر دوسروں کو اس کی تاکید بھی کرتے تھے۔ اگر سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ تھا، تو انہیں علم کیوں نہ ہوا؟ امام طحاوی رحمہ اللہ سے پہلے، سوا تین سو سال تک، کسی امام وفقیہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ ہے۔ اس پر مستزاد کہ امام بیہقی رحمہ اللہ جیسے محدثِ شہیر نے اس کا سختی سے علمی ردّ بھی کر دیا ہے۔ علامہ عبدالحیٔ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

وَفِيهِ نَظَرٌ لَّا يَخْفٰى، إِذْ لَا سَبِيلَ إِلٰى إِثْبَاتِ النَّسْخِ بِالْاِحْتِمَالِ مَا لَمْ يُعْلَمْ ذٰلِكَ بِنَصٍّ وَّارِدٍ فِي ذٰلِكَ.

''یہ بات دلیل کی محتاج ہے، نسخ کبھی بھی احتمال سے ثابت نہیں ہوتا، جب تک اس بارے میں قرآن وسنت کی واضح تعلیمات معلوم نہ ہو جائیں۔''

(التعليق الممجّد : 133)

تنبیه :

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَيُوتِرُ بِالْأَرْضِ، وَيَزْعَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ وَ سَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

''وہ سواری پر نماز پڑھتے، پھر وتر زمین پر پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي :429/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسا کرنا جائز ہے۔سواری پر وِتر ادا کیے جائیں یا زمین پر، دونوں صورتیں بالکل درست ہیں۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل کوسواری پر وِتر کے خلاف پیش کرنا دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں، ہم اس سلسلے میں بہت سی روایات پیش کر چکے ہیں۔ پھر بھی اگرکوئی شبہ ہو تو یہ روایت پڑھ لیں، نافع رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَرُبَّمَا نَزَلَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وتر ادا فرماتے اور کبھی اُتر کر۔''

(تهذيب الآثار للطبري :541/1، سنن الدارقطني : 339/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ وہ سواری پر وتر کو ناجائز سمجھتے تھے، خود ان سے سواری پر وِتر ادا کرنا بھی ثابت ہے، وہ حدیث رسول کی روشنی میں دونوں صورتوں کو جائز سمجھتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا نُزُولُ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ حَتّٰى أَوْتَرَ بِالْأَرْضِ، فَمِنَ الْمُبَاحِ، إِنْ شَاءَ الَّذِي يُصَلِّي الْوِتْرَ صَلّٰى عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَإِنْ

شَاءَ صَلّٰى عَلَى الْأَرْضِ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلَ يُجْزِيهِ، وَقَدْ فَعَلَ ابْنُ عُمَرَ الْفِعْلَيْنِ جَمِيعًا، رُوِّينَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، وَرُبَّمَا نَزَلَ، وَالْوِتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ جَائِزٌ، لِلثَّابِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ أَوْتَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَيَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ.

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وتر ادا کرنا جواز کی دلیل ہے۔ وِتر پڑھنے والا چاہے،تو سواری پر پڑھ لے اور چاہے تو اُتر کر۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں طرح سے وِتر پڑھے ہیں۔ ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وِتر ادا فرماتے اور کبھی اُتر کر۔ سواری پر وتر ادا کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بنا پر جائز ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وتر نفل ہے، جن لوگوں نے اہل علم اور سنت کی مخالفت میں وتر کو فرض سمجھا ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف : 247/5)

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوتِرَ نَزَلَ، فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ، فَإِنَّهٗ لَا حُجَّةَ فِيهِ لِمُحْتَجٍّ بِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى جَائِزًا لِّلْمَرْءِ أَنْ يُّوتِرَ رَاكِبًا، وَأَنَّهٗ

كَانَ يَرٰى أَنَّ الْوِتْرَ فَرْضٌ كَسَائِرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَذٰلِكَ أَنَّهٗ جَائِزٌ أَنْ يَّكُونَ نُزُولُهٗ لِلْوِتْرِ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ اخْتِيَارًا مِّنْهُ ذٰلِكَ لِنَفْسِهٖ، وَطَلَبًا لِّلْفَضْلِ لَا عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ عِنْدَهُ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا يَجُوزُ غَيْرُهٗ، هٰذَا لَوْ لَمْ يَكُنْ وَّرَدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ خَبَرٌ، فَكَيْفَ وَالْأَخْبَارُ عَنْهُ بِخِلَافِ ذٰلِكَ مِنَ الْفِعْلِ مُتَظَاهِرَةٌ؟

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت ہے کہ وہ رات کو نفل سواری پر ادا فرماتے اور وِتر کا ارادہ فرماتے، تو زمین پر ادا کرتے، اس میں کسی کے لیے یہ دلیل نہیں کہ وہ سواری پر وِتر کو ناجائز سمجھتے ہوئے ایسا کرتے تھے یا وہ وِتر کو فرض سمجھتے تھے، بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زمین پر اُتر کر زیادہ ثواب کے لیے ایسا کرتے تھے، اس لیے نہیں کہ وہ اسے ضروری سمجھتے تھے۔ اگر اُن سے اس کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو، تو بھی اس روایت سے یہی ثابت ہوگا، جب کہ ان کی بہت سی روایات اس کے خلاف جا رہی ہیں۔''

(تہذیب الآثار :541/1)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ذَكَرْنَا وِتْرَ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنُزُولُ ابْنِ عُمَرَ لِوِتْرِهٖ لَا يَرْفَعُ جَوَازَهٗ عَلَى الرَّاحِلَةِ .

''ہم ذکر کر چکے کہ سیدنا علی اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سواری پر وِتر ادا کرتے تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا سواری پر وِتر ادا کرنے کے منافی نہیں۔''

(معرفة السنن والآثار : 448/3)

امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

وَوِتْرُهٗ عَلَى الْأَرْضِ فِيمَا لَا يَنْفِي أَنْ يَّكُونَ قَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيْضًا، ثُمَّ جَاءَ سَالِمٌ وَّنَافِعٌ وَّأَبُو الْحُبَابِ، فَأَخْبَرُوا عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ .

''ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زمین پر وِتر ادا کرنا اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ وہ سواری پر بھی وِتر پڑھتے تھے۔ پھر سالم، نافع اور ابو الحباب نے بیان کر دیا ہے کہ وہ سواری پر وِتر ادا کرتے تھے۔''

(شرح معاني الآثار :430/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قَالَ الطَّحَاوِيُّ : ذُكِرَ عَنِ الْكُوفِيِّينَ أَنَّ الْوِتْرَ لَا يُصَلّٰى عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَهُوَ خِلَافُ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ، وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِرِوَايَةِ مُجَاهِدٍ أَنَّهٗ رَأَى ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُعَارِضٍ، لِكَوْنِهٖ أَوْتَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، لِأَنَّهٗ لَا نِزَاعَ أَنَّ صَلَاتَهٗ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلُ .

''امام طحاوی رحمہ اللہ نے اہل کوفہ سے ذکر کیا ہے کہ سواری پر وِتر نہ پڑھے جائیں۔ یہ بات سنت نبوی کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے امام مجاہد کی

اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے سواری سے اتر کر زمین پر وِتر ادا کیے۔ لیکن یہ سواری پر وِتر کے خلاف نہیں، کیونکہ زمین پر وِتر ادا کرنا بالاتفاق افضل ہے۔''

(فتح الباري : 488/2)

اعتراض نمبر ③ :

مولانا تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ وِتر کو قدرت علی القیام کی صورت میں قاعداً (بیٹھ کر) پڑھنا جائز نہیں، جس کا تقاضا ہے کہ وتر علی الراحلہ (سواری پر) بطریق اولیٰ ناجائز ہو، کیونکہ راحلہ (سواری) پر نماز نہ صرف قیام سے، بلکہ استقبالِ قبلہ اور قعود (بیٹھنے) کی ہیئت مسنونہ سے بھی خالی ہوتی ہے۔''

(تقرير ترمذی :244/1)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر نماز وتر ادا کی ہے، تو پھر یہ اعتراض کیسا؟ سواری پر نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھی یا ناجائز؟ اگر جائز تھی، تو اس حیلہ کا کیا جواز؟

اعتراض نمبر④:

ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ وَاقِعَةُ حَالٍ، لَا عُمُومَ لَهَا، فَيَجُوزُ كَوْنُ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ، وَالْاِتِّفَاقُ عَلٰى أَنَّ الْفَرْضَ يُصَلّٰى عَلَى الدَّابَّةِ لِعُذْرِ الطِّينِ وَالْمَطَرِ وَنَحْوِهٖ .

''یہ خاص واقعہ ہے، اس میں عموم نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی

عذر کی بنا پر سواری پر وِتر ادا کیا ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری میں فرائض سواری پر ادا کیے جا سکتے ہیں۔''

(فتح القدير :371/1)

راوی حدیث، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر کو اسوہ حسنہ قرار دے رہے ہیں، یہ واقعہ بھی وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ہے۔ ابن ہمام اسے ایک خاص واقعہ کہہ کر سواری پر وِتر کو ناجائز قرار دے رہے ہیں؟

ائمہ محدثین کا فہم اسے سنت رسول بتاتا ہے، جبکہ بعض لوگ اسے جائز نہیں مانتے۔

یہ تاویل کس طرح درست ہو سکتی ہے، جسے صحابہ و تابعین نے بیان نہ کیا ہو۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سنتِ رسول پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔